السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

محجوب پوتا

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

محجوب پوتا

آپ نے اخبار اہلحدیث مورخہ 24 صفر المظفر 1337 سہ ہجری میں حافظ محمد اسلم صاحب جیراجپوری سلمہ اللہ تعالیٰ کے مضمون محجوب الارث کے متعلق جو تحریر فرمایا ہے۔ اس کی بابت خدمت عالی میں یہ غرضداشت بھیجنا ضروری سمجھتا ہوں۔ امید ہے کہ اس تحریر کو اخبار مذکور میں شایع فرمادیں گے۔

حافظ صاحب موصوف کا جو مضمون رسالہ معارف کے جولائی اور اگست کے نمبر میں نکلا ہے۔ خوش قسمتی سے مجھے اس کے پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ حافظ صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ قرآن وحدیث تو خیر خود فقہ میں بھی اصولاً یتیم اولاد کو محجوب نہیں کر سکتی۔ اس دعویٰ کا اثبات ایسی خوبی کے ساتھ ادا کیا گیا ہے۔ کہ اس میں شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ آپ سے اتنی شکایت ضرور ہے کہ اس مضمون کو اپنے اخبار میں بلا چھاپے ہوئے آپ نے اس کے خلاف لکھا وہ مضمون بھی ناظرین اہلحدیث پڑھ لیتے۔ تو پھر اس کے بعد آپ کی رائے کا وزن ان کو اچھی طرح معلوم ہوتا۔ خود آپ سے بھی یہی شکایت ہے کہ آپ نے اس مضمون کو سرسری نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور شاید اس کا بقیہ حصہ جو اگست میں چھپا ہے۔ آپ نے غور سے ملاحظہ نہیں فرمایا۔ جس میں ان تمام باتوں کا مفصل جواب موجود ہے۔ جو آپ نے تحریر فرمائی (1) ہے۔

آپ نے حافظ صاحب سے اختلاف فرماتے ہوئے ایسی جزئی اور سرسری باتیں لکھی ہیں۔ جب پر تعجب ہوتا ہے۔ حالانکہ حافظ صاحب نے ایک نہایت لطیف اصولی بحث کی ہے۔

پہلی بات جو آپ نے تحریر فرمائی ہے۔ کہ اولاد کے لفظ کو صلبی اولاد پر آپ حقیقت اور بالواسطہ اولاد پر مجاز قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

''اولاد کا لفظ صلبی اولاد کےلئے حقیقت اور غیر صلبی کےلئے مجاز ہوا اور یہ تو علم اصول میں ثابت شدہ بات ہے۔ کہ ایک ہی لفظ سے حقیقت اور مجاز آن واحد میں مراد لینا جائز نہیں''

اس کے جواب میں یہ عرض ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث آن واحد میں بیٹی اور پوتی دونوں کو حصہ دلاتی ہے۔ یعنی بقول آپ کے حقیقی اور مجازی دونوں آن واحد ہی میں مراد ہیں۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اولادکم کے لفظ کو آپ نے ابناء کم وبنا تکم پر قیاس کیا ہے۔ کے ان الفاظ کیا قیاس حقیقتاً صلبی پر ہوتا ہے۔ اور غیر صلبی پر مجازاً لیکن اولاد کا لفظ ایسا نہیں ہے وہ ان سے عام (2) ہے۔ علمت ومعلول کی جو بحث آپ نے فرمائی ہے وہ سب سے زیادہ حیرت انگیز ہے۔ بہن بھائی چچا اور بھتیجے میت کے وارث ہوتے ہیں۔ یہاں کہاں علت اور معلول کا سلسلہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وراثت اور اقربیت کے محور پر گردش کرتی ہے۔ اور اقربیت میں یتیم اولاد شامل ہے۔

بجلی کے کرنٹ کی جو مثال آپ نے لکھی ہے جس کی بابت آپ نے فرمایا ہے کہ اس

۔ عام ہے تو ہماری پیش کردہ مثال میں پوتوں کو بھی حصہ دلانے سے کون مانع ہے۔ یعنی کسی مرحوم کے دو بیٹے ہیں۔ ایک بیٹا لاولد ہے۔ اور ایک کے دو بیٹے ہیں۔ سب ملا کر چار ہوئے۔ کیا آپ یا حافظ صاحب چار پر تقسیم 1 کریں گے۔ یا دو پر؟ غالباً چار کی ہاں نہ کریں گے۔ دو کی کریں گے۔ تو ثابت ہوا کہ پوتے حقیقتاً اولاد نہیں۔ (ایڈیٹر)

حافظ صاحب نے اس بات کو خصوصیت کے ساتھ اپنے مضمون میں واضح اور نمایاں طور پر ثابت کیا ہے۔

سے اچھی کوئی مثال نہیں۔ آیئے ہم اس سے بھی واضح اور صاف مثال پیش کرتے ہیں۔ ااور وہ یہ کہ میت کو باپ اور نانی نے چھوڑا ظاہر ہے کہ اس صورت میں آپ کے قول کے مطابق وراثت کی برق کا جو کرنٹ چلے گا۔ وہ قریب کے اسٹیشن یعنی باپ پر رک جانا چاہیے۔ لیکن قانون وراثت اس کرنٹ پر نانی تک پہنچاتا ہے۔ اور باپ ہی تک محدود نہیں رکھتا اس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ کی یہ دلیل بے کار (3) ہے۔

پھر اس کے بعد آپ لکھتے ہیں۔ کہ یتیم پوتا اپنے باپ کا وارث ہے۔ تو زندہ بیٹا اپنے باپ کا سارا وارث کیوں نہ ہو۔ ؟ اس سے انکار نہیں کہ زندہ بیٹا اپنے باپ کا وارث کیوں نہیں۔ لیکن سارا کا لفظ جو آپ نے لکھا ہے۔ یہی بحث طلب ہے اور منطقی طور پر نتیجے میں یہ الفاظ نہیں آیا پھر اس کے بعد دو بیٹوں اور چھ پوتوں کا دریافت طلب مسئلہ جو آپ نے لکھا ہے۔ اس متعلق حافظ صاحب کے مضمون میں صاف جواب لکھا ہے۔ کہ یتیم اولاد اپنے باپ کے قائم مقام ہو کر وہی حصہ لے گی۔ جو اس کے باپ کا تھا۔ قائم مقام کا اصول نظر انداز کر دینے سے یہ غلط فہمی آپ کو پیدا ہوگئی۔ اور غلط فہمی کی بنیاد پر آگے چل کر آپ اس بات پر اصرار کرتے ہیں۔ کہ زندہ بیٹوں کے بیٹوں کو بھی حصہ کیوں نہیں جاتا حالانکہ جب ان کے باپ زندہ ہیں۔ تو ابھی وہ بیٹے ان کے قائم مقام کیونکر ہو سکتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح کے جس طرح باپ کی موجودگی میں دادا باپ کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ اس لئے وارث نہیں ہوتا۔ (4)۔

حافظ صاحب کی فرضی دلیل پر آپ نے جو آپ کے معارضہ کیا ہے کہ وہ بھائیوں کی کی صورت میں ایک بھائی عیاش ہے اور وہ جوش مستی میں بھائی کو قتل کر ڈالے کہ میں ساری جاندار کا مالک بن جائوں تو کیا صورت کا بھی کوئی انتظام جناب نے سوچا ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا شریعت نے خود بندوبست کر دیا ہے کہ قاتل کو وارثت نہیں ملتی اور وہ قصاصاً قتل کر دیا جاتا ہے جو صورت حافظ صاحب نے پش کی ہے اس کو پھر ذرا بغور ملاحظ فرمایئے وہ اس نوعیت سے ہر گز نہیں ہے جس نوعیت پر آپ نے پش کی ہے اس صورت میں قاتل کو محروم کرنے اور اس سے قصاص کے بعد بھی اسکے دوسرے محجوب بھائی وارث ہوتے ہیں اور اس لئے محجوب الارث کا مسئلہ یقیناً

قطع رحم اور قتل کا محرک ہوسکتا ہے۔ پھر آپ نے جو یہ لکھا ہے۔

''کوئی وجہ نہیں ہے کہ زندہ بیٹے کے ساتھ پوتا دادا کی جائداد میں اس کا شریک ہوسکے۔ بحال یہ کہ وہ جائداد اس کے باپ کی طرف ہنوز منتقل نہیں ہوئی''

اس پر آپ سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے۔ کہ محجوب پوتے کا وارث پھر آپ اس کے دادا کو کیوں قرار دیتے ہیں۔ جب کہ اس کے مردہ باپ کی طرف ہنوز اس کی جائداد منتقل نہیں ہوئی تھی۔ اصلیت یہ ہے۔ کہ قائم مقامی کے اصولوں کو نظر انداز کرنے کی یہ سب خرابیاں ہیں۔ 1۔

1۔ کس قدر جلدی میں آپ نے یہ بات تحریر فرمائی ہے۔ جناب دادا پوتے کا وارث اس صورت میں ہوتا ہے۔ کہ لائن میں داداااور پوتے کے درمیان کوئی اقرب وارث نہیں صرف باپ تھا۔ سو درمیان سے اٹھ گیا اب پوتے اور دادا میں کوئی روک نہیں۔ اس کے مقابل کی مثال اگر ہے تو یہ ہے اور یقیناً یہی ہے۔ کہ کسی مرحوم کا صلبی بیٹا نہیں۔ صرف پوتا ہے تو بے شک وہ اسی طرح بے مانع وارث ہے۔ جس طرح دادا (باپ کے عدم پر) پوتے کا وارث ہے۔ لیکن جس صورت میں دادا کا صلبی بیٹا موجود ہے۔ جو پوتے سے اقرب ہے۔ تو پھر قریب اقرب کے برابر کیوں ہوسکتا ہے۔ بس یہی ایک اصول ہے جو ہم میں آپ میں متفق علیہ ہے۔ اور یہی فیصلہ کن ہے۔

نوٹ۔ اس مسئلے کے امرتسری حامیوں نے بھی ایک ٹریکٹ شائع کیا ہے۔ گو انہوں نے اہل حدیث کی تردید میں لکھا ہے مگر خوش قسمتی سے میں اس کو تایئد سمجھتا ہوں۔ اس کا ذکر آئندہ کسی نمبر میں ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ زبانی گفتگو ان سے ہو چکی ہے۔ جس میں بہت سے مراتب طے ہوچکے ہیں۔ (ایڈیٹر)

''آخر میں محجوب محروم اور مظلوم پوتے کی بابت آپ لکھتے ہیں۔ ''اللہ تعالیٰ کے علم میں بھی اس یتیم بچے کا حال قابل رحم ہے۔

بے شک قابل رحم ہے۔ لیکن ویسا ہی جیسا زندہ گاڑی ہوئی لڑکیوں کا جس کے بارے میں قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ وَإِذَا الْمَوْءُودَةُ سُئِلَتْ ٨ بِأَيِّ ذَنبٍ قُتِلَتْ

از چشم خود بپرس کہ مارا کہ می کشد جاناں گناہ طالع وجرم ستارہ نیست

(احقر العباد احمد حسین خان۔ پنشنر خریدار اخبار المحدیث (5)۔ المحدیث امرتسر ص 216 ربیع الثانی 1337 ہجری)

1۔ جواب تھا تو بجائے اتنا لمبا لکھنے کے آپ وہی نقل کر دیتے کس نے منع کیا تھا (ایڈیٹر)

2۔ محجوب پوتا دادا کی طرف چچا کے ہوتے ہوتے دوسروں کے قریب ہے مگر اقرب نہیں۔ اقرب اس کا چچا ہے۔ پس اصولاً چونکہ ہم متفق ہیں۔ کہ الاقرب فالاقرب لہذا مسئلہ کا یہی فیصلہ ہے۔ (ایڈیٹر)

3۔ بے کار نہیں غور طلب ہے۔ مرحوم سے کرنٹ دو مختلف لائنوں کی طرف جاتا ہے۔ ایک دو دھال دوسرا ننہال ان دونوں میں کوئی لائن دوسرے کےلئے ذریعہ یا حاجب نہیں۔ برخلاف صورت متنازعہ کے کہ مورث کا (مرحوم بیٹا پوتے کےلئے زریعہ اور زندگی میں بالاتفاق حاجب (مانع) ہے۔ فافترقا فافہم ولا تعجل (ایڈیٹر)

4۔ بس یہی جواب فیصلہ کن ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ پوتا اولادکم میں حقیقتاً داخل نہیں۔ بلکہ بحیثیت قائم مقامی ہے۔ یعنی اولاد کی اولاد ہے۔ لہذا یوصیکم اللہ فی اولادکم میں حقیقی اولاد کے ساتھ درجہ نہیں پائے گا۔ (ایڈیٹر)

5۔ الحمد للہ جملہ مراتب طے ہو کر بحث اب مرکز پر آگئی ہے۔ کہ پوتا اپنے مرحوم باپ کا قائم مقام ہو کر چچا کے ساتھ وارث ہے۔ اس کا ثبوت نقلی یا عقلی دینا فریق ثانی کا فرض ہم سبکدوش ہیں۔ (ایڈیٹر)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 544

محدث فتویٰ